ایمان اور عمل صالح

ڈاکٹر سید رضا حسین رمزؔ، سفینہ کامپلیکس، نیپئر روڈ، لکھنؤ

ایمان کا اثر انسان کی زندگی پر

ایمان صرف عقبیٰ کا سرمایہ نہیں ہے بلکہ دنیا میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی فلاح و بہبود اس سے وابستہ ہے۔ جب انسان کے ذہن میں ایک بالادست ہستی کا تصور پیدا ہوتا ہے اور خدا پرستی کا جذبہ ابھرتا ہے تو اسے اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی ہوتا ہے اور وہ خدائی گرفت کے خوف سے جرائم اور اخلاقی عیوب سے کنارہ کش ہوتا ہے اور خودغرضی نیز مفاد پرستی کی سطح سے بلند ہوکر ایسی زندگی گزارتا ہے جس سے اجتماعی زندگی سنورتی ہے۔

ایمان کے ذریعہ دنیوی زندگی ایمانی زندگی میں بدل جاتی ہے۔ یہ تبدیلی انسان کو زندگی کا یہ شعور سکھاتی ہے کہ بے بساط ہوجانے کے باوجود دنیا کا بھی کوئی مقصد ہے۔ وہ الٰہی مشیت سے واقف ہوجاتا ہے کہ دنیا انسان کے لئے مگر انسان اللہ کے لئے ہے۔

ایمان انسان کو اپنے اخلاق کی درستی اور سیرت و کردار کے نکھار کے لئے ایسی مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے جس پر پاکیزہ زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ جس شخص کا اللہ پر کامل ایمان ہوتا ہے اس کے قول و عمل میں ہم آہنگی ہوتی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ اعمال ظاہری کے علاوہ اس ارادے اور نیت سے بھی واقف ہے جس سے کوئی عمل کیا جائے۔ اس میں تنگ نظری نہیں آتی کیونکہ وہ ساری کائنات کو اللہ کی ملکیت اور ساری انسانی آبادی کو اللہ کا کنبہ سمجھتا ہے۔ اللہ پر ایمان اسے مصائب برداشت کرنے کی ہمت اور حوصلہ دیتا ہے۔ ایمان انسان کو مایوسی، ناامیدی اور خوف سے بچاتا ہے۔ جیسا کہ اکثر آیتوں میں آرہا ہے۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

''باایمان شخص مصائب و آلام کا بخوبی مقابلہ کرتا ہے''

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (سورہ بقرہ: ۲۵)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے نعمت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب انھیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔''

تفسیر

نعمات بہشت کے خصوصیات

چونکہ گذشتہ بحث کی آخری آیت میں کفار اور منکرین

قرآن کو دردناک عذاب کی تہدید کی گئی ہے تا کہ قرآن کے روش اور طریقے کے مطابق دونوں کے مدمقابل ہونے سے حقیقت زیادہ روشن ہوتی رہے۔

پہلے کہتا ہے کہ ان افراد کو جو ایمان لائے ہیں جنھوں نے اعمال صالح انجام دیئے ہیں، بشارت دے دو کہ ان کے لئے بہشت کے باغ ہیں جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں ''وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ''۔

ہم جانتے ہیں کہ وہ باغات جہاں ہمیشہ پانی نہیں ہوتا بلکہ باہر سے لاکر سیراب کیا جاتا ہے ان میں زیادہ طراوت نہیں ہوتی۔ تر وتازگی تو اس باغ میں ہوتی ہے جس کے لئے پانی کا اپنا انتظام ہو اور وہ پانی اس سے کبھی منقطع نہ ہوتا ہو، ایسے باغ کو خشک سالی اور پانی کی کمی کا خطرہ نہیں ہوتا اور بہشت کے باغات اسی طرح کے ہیں۔

اس کے بعد ان باغوں کے گوناگوں پھلوں کے بارے میں کہتا ہے: ہر زمانے میں ان باغوں کے پھل انھیں دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے دیا گیا ہے۔ ''كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ''۔

مفسرین نے اس جملے کی کئی تفسیریں بیان کی ہیں۔ بعض کہتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ نعمات ان اعمال کی جزا ہیں جنھیں ہم پہلے دنیا میں انجام دے چکے ہیں اور یہ موضوع پہلے سے فراہم شدہ ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جس وقت جنت کے پھل دوبارہ ان کے لئے لائے جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی میوے ہیں جو ہم پہلے کھا چکے ہیں۔ لیکن جب اسے کھائیں گے تو دیکھیں گے کہ ان کا ذائقہ نیا اور لذت تازہ ہے۔ مثلاً سیب اور انگور جو اس دنیا میں کھاتے ہیں ہر دفع وہی پہلے والا ذائقہ محسوس کرتے ہیں لیکن جنت کے میوے جس قدر بھی ظاہراً ایک قسم کے ہوں ہر دفعہ ایک نیا ذائقہ دیں گے اور یہ اس جہاں کی خصوصیات میں سے ہے۔ گویا وہاں تکرار نہیں ہے۔

کچھ اور حضرات کے نزدیک اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ جب جنت کے میووں کو دیکھیں گے تو انھیں دنیا کے میووں سے جو خدا پر ایمان لے آئے اور عمل صالح انجام دیئے انہیں خدا باغات بہشت میں داخل کرے گا جہاں درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جہاں جانے والے ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ ''وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ''۔ (سورہ نور: ۵۵)

جو افراد ایمان لے آئیں اور اعمال صالح انجام دیں خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ وہ انھیں روئے زمین کا خلیفہ بنائے گا۔

اصولی طور پر ایمان جڑ ہے اور عمل صالح اس کا پھل اور میٹھے پھل کا وجود جڑ کی سلامتی کی دلیل ہے اور جڑ کی سلامتی مفید پھل کی پرورش کا سبب ہے۔ ممکن ہے بے ایمان لوگ کبھی کبھی عمل صالح انجام دیں لیکن یہ مسلم ہے کہ اس میں دوام اور ہمیشگی نہیں ہوگی۔ ایمان جو عمل صالح کا ضامن ہے ایسا ایمان ہے جس کی جڑیں وجود انسانی کی گہرائیوں میں پہنچی ہوئی ہوں اور ان کی وجہ سے انسان میں احساس مسئولیت پیدا ہو۔

پاکیزہ بیویاں

یہ امر قابل غور ہے کہ اس آیت میں جنت کی بیویوں کی صرف ایک صفت ''مطہرہ'' بیان کی گئی ہے۔ صفت مطہرہ (یعنی پاک و پاکیزہ) کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بیوی کے لئے سب سے پہلی اور اہم ترین شرط پاکیزگی ہے باقی صفات سب اس کے ماتحت ہیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ کی ایک مشہور حدیث اس حقیقت کو روشن کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ، قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا خَضْرَاءُ الدِّمَنِ، قَالَ: اَلْمَرْئَۃُ الْحَسْنَاءُ فِی مَنْبَتِ السُّوْءِ۔"

ان سبزیوں سے پرہیز کرو جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر اُگیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا مقصد اس سبزی سے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوبصورت عورت جس نے گندے خاندان میں پرورش پائی ہو۔''

جنت کی مادی و معنوی نعمات

اگرچہ بہت سی آیات قرآنی میں مادی نعمتوں سے متعلق گفتگو ہوئی ہے۔ مثلاً باغات جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ قصور و محلات، پاکیزہ بیویاں، رنگ برنگے پھل اور میوے اور ہم مزاج دوست وغیرہ مگر ان کے ساتھ ساتھ اہم ترین معنوی نعمات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جن کی عظمت و رفعت کو ہمارے پیمانوں سے ناپنا ممکن نہیں۔ مثلاً سورہ توبہ آیت ۲۷ میں ہے:

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسَاكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

(سورہ توبہ: ۷۳)

خدا نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں سے بہشت کے ان باغوں کا وعدہ کر لیا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے (بہشت) عدن کے باغوں میں عمدہ عمدہ مکانات کا بھی وعدہ فرمایا ہے اور خدا کی خوشنودی ان سب سے بالاتر ہے یہی تو اعلیٰ درجہ کامیابی ہے۔

بعید نہیں کہ آیت میں تمام مفاہیم و تفاسیر کی طرف اشارہ ہو کیونکہ قرآن کے الفاظ بعض اوقات کئی معانی کے حامل ہوتے ہیں۔

اس کے بعد قرآن مزید کہتا ہے کہ ان کے لئے ایسے پھل پیش کئے جائیں گے جو ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں گے "وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا" یعنی وہ سب بوز یبائی میں ایک جیسے ہوں گے وہ ایسے اعلیٰ درجے کے ہوں گے کہ انھیں ایک دوسرے پر ترجیح نہ دی جاسکے گی۔ یہ اس دنیا کے میووں سے برعکس بات ہوگی جہاں بعض کچے ہوتے ہیں اور بعض زیادہ پک جاتے ہیں۔ بعض کم رنگ اور کم خوشبو ہوتے ہیں اور بعض خوش رنگ، خوشبودار اور معطر ہوتے ہیں لیکن جنت کے باغات کے میوے ایک سے ایک بڑھ کر خوشبودار، ایک سے ایک بڑھ کر میٹھا اور ایک سے ایک بڑھ کر جاذب نظر اور زیبا ہوگا۔ اور آخر میں جنت کی جس نعمت کا ذکر کیا گیا ہے وہ پاک و پاکیزہ بیویاں ہیں۔ فرمایا: ان کے لئے جنت میں مطہر و پاک بیویاں ہیں۔ "وَلَهُمْ فِيهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ" یہ ان تمام آلائشوں سے پاک ہوں گی جو اس جہان میں ممکن ہے ان میں ہوں۔ گویا روح و دل پر نگاہ کریں تو پاک اور جسم و بدن پر نظر ڈالیں تو پاک۔

دنیا کی نعمت میں جو مشکلات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت انسان کسی نعمت سے سرفراز ہوتا ہے اس وقت اس کے زوال کی فکر بھی لاحق رہتی ہے اور اس کا دل پریشان ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر یہ نعمتیں کبھی بھی اطمینان بخش نہیں رہتیں۔ لیکن جنت کی نعمتیں چونکہ ابدی و جاودانی ہیں ان کے لئے فنا و زوال نہیں ہے۔ لہٰذا وہ ہر جہت سے کامل اور اطمینان بخش ہیں، اسی لئے اس آیت کے آخر میں فرمایا: ''مومنین ہمیشہ ہمیشہ ان باغاتِ بہشت میں رہیں گے۔ "وَهُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ۔"

